Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator, Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad. Ph: 040-66171244 / 9247772786

شجاعیہ ٹائمز
انگریزی ہفت روزہ
Urdu Edition/اردو ایڈیشن

14 اپریل 2025 ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

وقف ترمیمی قانون۔ مسلمانوں کی بداعمالیوں کا خمیازہ

پروفیسر ابوزاہد شاہ وحید اللہ حسینی القادری الملتانی

اللہ تعالی اپنے بندوں پر اسی وقت ظالم حکمراں مسلط فرماتا ہے جب وہ اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ محدثین کرام میں بلند پایہ مقام رکھنے والے امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ رعایا کے دلوں کے حالات کے مطابق اللہ تعالی باشاہوں کو حکمرانی عطا فرماتے ہیں اگر رعایا مطیع و فرمانبردار ہوگی تو بادشاہ بھی عدل وانصاف، نرمی وشفقت کا خوگر ہوگا اور اگر رعایا ہی رب کی نافرمان ہو تو اللہ تعالی نرم خو بادشاہ کو بھی ان کے حق میں غضب ناک اور سخت گیر بنادیتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان بنیادی عوامل واسباب پر غور وفکر کریں جن کی وجہ سے وطن عزیز ہندوستان میں حاکموں سے جبر وستم کا سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان میں اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ ظالم حکمرانوں کی سخت گیری وناانصافی میں آئے دن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی وقف ترمیمی بل 2024 کی منظوری ہے جو دراصل وقف جائیداوں کو ہڑپنے کا منصوبہ ہے۔ مسلمانوں کے خدشات، تحفظات اور اعتراضات کو بالائے طاق رکھ کر غیر آئینی وغیر دستوری، نقائص ودھوکہ دھڑی اور سیاسی اغراض ومقاصد پر مبنی وقف ترمیمی بل 2024 کو پہلے غیر جمہوری فیصلہ سناتے ہوئے جے پی سی نے منظوری دی پھر اس کے بعد طاقت اور سیاسی جوڑ توڑ سے دونوں ایوانوں سے اس متنازعہ بل کو پاس کروالیا گیا جس کے بعد دیگر ریاستوں کو چھوڑ دیئے صرف اتر پردیش میں کئی ایکڑ اراضی پر محیط وقف کی جائیدادوں بشمول سنبھل کی جامع مسجد کو سرکاری جائیداد قرار دینے کا راستہ صاف ہوگیا۔

وقف ترمیمی بل 2024 کے تحت مرکزی حکومت وقف املاک کے انتظام اور انتظامیہ کے موجودہ ڈھانچے میں تبدیلی لاکر ریاستی بورڈوں میں غیر مسلم حضرات کو نامزد کرنا چاہتی ہے جو مذہبی معاملات میں صریحاً مداخلت ہے اس بناء پر امت مسلمہ اس ترمیمی بل کو مسترد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اندیشہ ہے کہ جو لوگ اتباع شریعت کے مکلّف نہیں اگر انہیں وقف بورڈ میں شامل کیا گیا تو وقف بورڈ غیر مسلم انتظامیہ کے تحت چلا جائے گا۔ ہمیں غور کرنا یہ ہے کہ احکامات شرعیہ سے واقف اور مسلمانوں سے اعتقادی وابستگی رکھنے والے اکثر وقف بورڈ کے صدورنشین اور وقف بورڈ کے عملے نے وقف کی املاک اور جائیدادوں کی صیانت وحفاظت میں اپنا مومنانہ کردار ادا کیا ہے؟

پورے ہندوستان کے وقف بورڈز میں کام کرنے والے ملازمین اگر ہمت، جرات اور ایمانی حرارت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھائے ہوتے تو آج مسلمانوں کی یہ حالت زار نہ ہوتی۔ ہماری انہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے کہ جس طرح حقائق وشواہد کو بالائے طاق رکھ کر محض عقیدہ کی بنیاد پر بابری مسجد فیصلہ سنا کر مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی تھی۔

اس فیصلہ کے بعد آج دوبارہ مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی اور مسلمانوں کی تشویش اور خدشات کی سماعت کیے بغیر یکطرفہ طور پر وقف ترمیمی بل 2024 کو محض عددی قوت کی بنیاد پر منظور کرلیا گیا جو یقیناً مسلمانوں کے لیے اضطراب وبے چینی پیدا کرنے والا عمل ہے۔ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ وقف املاک پر صرف مسلمانوں کا حق ہے کاش ہندوستان کی تاریخ کا یہ سیاہ دن دیکھنے سے پہلے ہم خواب غفلت سے جاگ جاتے اور کہتے اوقافی جائیدادوں پر غریب ونادار مسلمانوں کا حق زیادہ ہے لہٰذا ہم کسی کو اس امانت میں خیانت کرنے نہیں دیں گے۔ اگر وقف بورڈز میں کام کرنے والے تمام ملازمین اوقافی جائیدادوں کی صیانت وحفاظت میں اپنا کردار ادا کرتے اور ان کا صحیح استعمال کیے ہوتے تو نہ مسلمان تعلیمی پسماندگی کا شکار ہوتا اور نہ ہی معاشی بدحالی سے وہ پریشان ہوتا۔ مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی پسماندگی کی ذمہ داری وقف بورڈز میں کام کرنے والے ان بدعنوان وکرپٹ عہدیداروں پر ہے جن کی نگرانی میں اوقافی جائیدادوں کو تباہ وبرباد کیا گیا اور وہ تماش بین بنے رہے۔

اب ہم کو ہوش آیا ہے کہ اوقافی جائیدادیں ملت اسلامیہ کی امانت ہے جس کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کی دینی وملی ذمہ داری ہے۔ ہمارا یہ احساس اس وقت کیوں مرگیا تھا جب مرکزی اور ریاستی سطح پر وقف بورڈ میں کام کرنے والے مسلم عہدیداروں نے سیاسی فائدے کے تحت اپنے اپنے سیاسی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے وقف املاک کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔

انہی مسلم عہدیداروں کی کارستانی کا نتیجہ ہے کہ آج وقف کے بے شمار جائیدادیں ایسی ہیں جن پر سرکاری عمارتیں قائم ہیں جن کے انخلا کی کبھی کوشش بھی نہیں کی جاتی۔ اصحاب ثروت اشخاص نے مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی حالات میں بہتری لانے کے لیے اپنی قیمتی جائیدادیں وقف کی تھیں اور ہم نے اپنے ذاتی اغراض ومقاصد پر ملت کے مفادات کو قربان کردیا۔ کاش ہم اسی وقت ملی بیداری کا ثبوت دیتے اور اتحاد و اجتماعیت کے ساتھ جنگی سطح پر ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے، بازوں پر کالی پٹیاں باندھ کر ان کے کالے کرتوتوں کے خلاف آواز بلند کرتے اور ان کے خلاف تمام جمہوری ودستوری ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے تحریک چلاتے تو شاید آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ عیدالفطر سے عین قبل مسلمانوں کو دھمکی دی گئی کہ اگر سڑکوں پر نماز ادا کریں گے تو ان کے پاسپورٹ اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کردیئے جائیں گے۔

کیا کوئی ایسا فرمان غیر مسلم حضرات کے لیے بھی جاری کیا جاتا ہے جو مسلسل دس دنوں تک روڈوں پر قبضہ کرتے ہوئے مورتیاں بٹھاتے ہیں، مسلمانوں کی مساجد سے لاؤڈ اسپیکر کو نکالا جارہا ہے تو دوسری طرف غیر مسلم حضرات کو تہواروں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی کھلی اجازت دی جاتی ہے، راتوں رات مسلمانوں کی عبادتگاہوں کو منہدم کیا جارہا ہے تو دوسری طرف عوامی شاہراہوں پر کوئی نہ کوئی نئی مندر معرض وجود میں آرہی ہے اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔

غیر مسلموں کے مذہبی اداروں میں مسلمانوں کی تعیناتی نہیں ہوتی لیکن وقف بورڈ میں غیر مسلم حضرات کی تقرری کی جائے گی۔ مسلمان ظلم کے خلاف احتجاج بھی کرتے تو ان کے گھروں کو بلڈوز کیا جارہا ہے تو دوسری طرف غیر مسلم حضرات مسلم عبادتگاہوں اور درگاہوں کی کھلے عام بے حرمتی کرتے ہیں تو ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ یہ تمام چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حکومتی سطح پر مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کی جارہی ہے۔ وطن عزیز ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ہورہی ان ناانصافیوں کا اگر ہم قرآن مجید اور حدیث نبویؐ کی روشنی میں جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ یہ درحقیقت مسلمانوں کی بداعمالیوں کا خمیازہ ہے۔

قرآن مجید کے مطابق انسان مصائب وآفات اور بلائیات وفسادات کا جو شکار ہوتا ہے وہ درحقیقت مکافات عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جب انسان اپنی اصلی استعداد وصلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے دین فطرت پر قائم رہنے کے بجائے نفس پرستی، دنیا پرستی اور شیطانی مکرو فریب میں آکر بداعمالیوں کا شکار ہوجاتا ہے تو ایسے شخص کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سزا کا کچھ مزا چکھا دیا جاتا ہے تاکہ بندہ مومن خواب غفلت سے بیدار ہوجائے اور وہ اپنے گناہوں کی تلافی کے لیے رجوع الی اللہ ہوکر توبہ واستغفار کرے اور اللہ کے دربار میں عاجزی وزاری کے ساتھ التجا وفریاد کرے۔ لہٰذا وقف ترمیمی بل 2024 کی منظوری سے پیدا ہونے والے حالات سے پریشان ومایوس ہوئے بغیر مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں اور اپنے کردار کو مومنانہ کردار کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں یقیناً اللہ تعالی ہم پر کرم فرمائے گا اور فسطائی طاقتوں کے منصوبوں کو ناکام ونامراد بنادے گا چونکہ اس کی قدرت وتدبیر کے سامنے کسی کے مکروفریب اور سازشوں کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

حضرت سیدنا ابودرداؓ سے مروی ہے رسول رحمتؐ نے فرمایا اللہ تعالی (حدیث قدسی) میں ارشاد فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ (یعنی میرے قبضہ قدرت) میں ہیں، لہٰذا جب میرے (اکثر) بندے میری اطاعت وفرماں برداری کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں (ظالم) بادشاہوں کے دلوں کو رحمت وشفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں (عادل ونرم خو) بادشاہوں کے دلوں کو غضب ناکی اور سخت گیری کی طرف پھیر دیتا ہوں جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ (بادشاہ) ان کو سخت عقوبتوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

اس لیے (ایسی صورت میں) تم اپنے آپ کو ان بادشاہوں کے لیے بدعا کرنے میں مشغول نہ کرو بلکہ (میری بارگاہ میں تضرع وزاری کرکے اپنے آپ کو (میرے) ذکر میں مشغول کرو، تاکہ میں ان بادشاہوں کے شر سے تمہیں بچاؤں۔ آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ بطفیل نعلین پاک مصطفیٰ ﷺ ہمیں قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی تعلیمات کے مزاج کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین طہٰ ویسین۔

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی | 14اپریل2025ء

اسلام اور مغربیت

موجودہ دنیا مغرب کی دنیا ہے۔اس دنیا میں سیاسی نظام ہےتو مغرب کا، معاشی نظام ہےتو مغرب کا،تعلیمی نظام ہےتو مغرب کا، عدالتی نظام ہےتو مغرب کا، قانونی نظام ہےتو مغرب کا، بین الاقوامی آرڈر ہےتو مغرب کا، ابلاغی نظام ہےتو مغرب کا، اقوام متحدہ ہےتو مغرب کی، بین الاقوامی قوانین ہیں تو مغرب کے۔یہاں تک کہ مسلم دنیا کے تمام حکمران بھی مغرب کے ہیں۔

چناں چہ دنیائے جدید کا بحران بھی مغرب کا پیدا کردہ ہے۔مگر آج چند روشن خیال مسلم دانش وروں کی علمی سطح کا یہ عالم ہے کہ بحران مغرب نے پیدا کیا ہے اور وہ اس کا حل اسلام اور مفکرین اسلام سے طلب کررہے ہیں۔یہ نہ عقلی بات ہے، نہ علمی بات ہے، نہ منصفانہ بات ہے۔مگر چوں کہ یہ نام نہاد دانشور مغربی مفکرین کی طرح اسلامی مفکرین کو بھی "معمولی" اور "ناکام" باور کرانے کی شدید آرزو رکھتے ہیں۔اس لیے وہ اسلامی مفکرین اور مغربی مفکرین کو ایک صف میں کھڑا کردیتے ہیں۔مگر سوال یہ ہے کہ مغرب نے بحران پیدا کیا ہےتو وہ اپنے بحران کو دور کیوں نہیں کرتا؟ اس پر قابو کیوں نہیں پاتا؟ عہد حاضر کے چیلنجوں کا جواب کیوں نہیں دیتا؟۔

اِن سوالات کا ایک جواب یہ ہے کہ بیماری کا علاج اسی وقت ممکن ہے جب انسان تسلیم کرلے کہ وہ بیمار ہے،مگر مغرب چوں کہ غالب ہے،اس لیے وہ خود کو بیمار ہی تسلیم نہیں کرتا۔بلاشبہ مغرب میں بعض دانش ور ایسے بھی ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب مر رہی ہے یا کم از کم مغرب بحران کا شکار ہے،مگر اس کے علاج کے جواب میں وہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔مثلاً 20 ویں صدی کے سب سے بڑے مغربی مورخ آرنلڈ ٹوائن بی نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ مغربی تہذیب کو فنا ہونے سے بچایا جاسکتا ہے مگر اس کی دو شرائط ہیں۔

ایک یہ کہ مغرب اپنی تہذیب میں کسی نہ کسی قسم کی روحانیت داخل کرلے اور دوسرا یہ کہ وہ ٹیکنالوجی کے عشق سے جان چھڑائے۔ٹوائن بی کی یہ باتیں اہم ہیں مگر مجرّد یا Abstract ہیں۔سوال یہ ہے کہ مادہ پرست جدید مغرب روحانیت کہاں سے لائے؟ کیا وہ اسلام قبول کرلے؟ یا عیسائیت کی روحانی اقدار سے دوبارہ خود کو منسلک کرلے؟ ٹوائن بی نے اس سلسلے میں کچھ نہیں فرمایا۔ٹیکنالوجی کے عشق سے جان چھڑانے کا مشورہ بھی صائب اور عمدہ ہے مگر ٹیکنالوجی کے عشق میں گلے گلے تک ڈوبا ہوا مغرب ٹیکنالوجی کے عشق سے کیوں کر آزاد ہوگا اس سوال کا جواب ٹوائن بی نے نہیں دیا۔

مغرب کے ایک اہم دانش ور ہیں ایلون ٹوفلر انہوں نے اپنی تصنیف Shock Future میں ثابت کیا ہے کہ مغرب میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ٹرین انسان کے ہاتھ سے نکل چکی ہے اور اس کا حادثے سے دوچار ہونا یقینی ہے مگر انہوں نے صاف کہا ہے کہ یہ بحران سائنس اور ٹیکنالوجی نے پیدا کیا ہے اور وہی اس بحران کو حل کرے گی۔ہمیں اس بحران کو حل کرنے کے سلسلے میں مذہب کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ مغرب کے اہم دانش ور ٹوفلر صاحب کہہ رہے ہیں کہ بحران کے حل اور چیلنجوں کے مقابلے کے سلسلے میں ہمیں مذہب کی مدد نہیں چاہیے اور مشرق میں بیٹھے یہ روشن خیال دانش ور شکوہ کر رہے ہیں کہ مذہب انسانیت کی مدد کے لیے آگے کیوں نہیں بڑھتا؟۔

اور یہ کہتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں کوئی یہ نہیں بتارہا کہ فساد سے کیسے نمٹا جائے؟ ان کے بقول مولانا مودودی اور دیگر اسلامی مفکرین نے بھی جو کام کیا وہ مسلم فکر کے احیا کے لیے تھا ہمارے پاس انسانیت کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان روشن خیال لوگوں کی فکر اتنی سرسری اور سطحی ہے تو انہیں اپنے قلم محدود رکھنا چاہیے اور فکری کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے۔مسلمانوں کے پاس "انسانیت" کو دینے کے لیے سبھی کچھ ہے۔مثلاً مسلمانوں کے پاس انسانیت کو دینے کے لیے توحید ہے، قرآن ہے، رسالت ہے، رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے، آخرت کا تصور ہے، معروضی اخلاق یا Morality Objective کا تصور ہے، بے مثال تصورِ انسان ہے، شاندار تصورِ زندگی ہے، لاجواب خاندان کا ادارہ ہے۔

مگر انسانیت بالخصوص مغرب کی "انسانیت" کو ان ہیروں میں سے کوئی ہیرا درکار نہیں۔اسے مادی ترقی کا وہ کوئلہ چاہیے جس نے مغرب اور اس کے زیر اثر دُنیا کا منہ کالا کردیا ہے۔مغرب کی انسانیت کو وہ آزادی درکار ہے جس سے بڑی غلامی کا تصور محال ہے۔مغرب کی انسانیت کو "دائمی آخرت" کی کوئی تمنا نہیں، اسے "عارضی دنیا" درکار ہے۔مغرب کی "انسانیت" کو "دائمی اخلاقیات" کے بجائے بیس پچیس سال میں بدل جانے والی اخلاقیات چاہیے۔

چناں چہ اسلام یا اسلامی مفکرین مغرب کی انسانیت کی کیا مدد کریں۔ آخر جو انسانیت "صحت" کو "بیماری" اور "بیماری" کو "صحت" سمجھتی ہو اس کا کوئی مولانا مودودی کیا بگاڑ سکتا ہے؟۔ مولانا مودودی عظیم الشان مفکر ہیں مگر جو مغرب خود اسلام کو مذہب، اسلام کے خدا کو خدا اور اسلام کے پیغمبر کو پیغمبر نہ مانتا ہو وہ مولانا سے کیا سیکھ سکتا ہے؟

تسلیم مولانا مودودی کا بیانیہ بھی کمزور ہوگا اور وہ صرف مسلمانوں کے لیے بھی ہوگا مگر قرآن کا بیانیہ تو بے پناہ طاقت کا حامل ہے اور اس کے مخاطب صرف مسلمان نہیں پوری انسانیت ہے مگر مغرب کے لوگ قرآن کے بیانیے سے بھی نہ تو متاثر ہیں نہ اس کی طرف متوجہ ہی ہیں۔اسلام اور مسلمانوں کے پاس پوری مذہبی انسانیت کے لیے ایک پیغام ہے اور وہ قرآن مجید کے الفاظ میں یہ ہے کہ اہل کتاب سے کہو کہ آؤ ان باتوں پر متحد ہوجاتے ہیں جو تمہارے اور ہمارے مابین مشترک ہیں۔مگر یہ بات نہ عیسائی مانتے ہیں نہ یہودی۔

یہ بات نہ ہندو سنتے ہیں نہ بدھسٹ۔عیسائیوں اور یہودیوں نے ایک ہزار سال سے اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں پر حملوں کو عادت بنایا ہوا ہے۔اس عرصے میں مسلمانوں نے ایک بار بھی عیسائیت اور یہودیت پر حملہ نہیں کیا، کیوں کہ ان کا دین انہیں ایسا کرنے سے روکتا ہے۔مگر یہودی اور عیسائیوں نے اس کے باوجود اسلام کے لیے اپنے کانوں کو بند کیا ہوا ہے۔ نائن الیون سے ذرا پہلے اور اس کے بعد بھی امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کئی بار مغرب میں ہونے والے بین المذاہب مکالموں میں شرکت کی۔ہم نے ایک بار ان سے عرض کیا کہ ان مکالموں کا کچھ حاصل ہی نہیں، کیوں کہ اہل مغرب "خود کلامی" کے عادی ہیں۔ وہ مسلمانوں کی بات توجہ سے سنتے ہی نہیں۔

ابتدا میں قاضی صاحب نے ہماری رائے سے اتفاق نہ کیا مگر کئی تجربات کے بعد انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ ٹھیک کہتے تھے۔اہل مغرب مکالموں میں بھی خود کلامی ہی کرتے ہیں۔تو اب سوال یہ ہے کہ مسلمان انسانیت کو بحران سے نکالیں تو کیسے؟۔تو کیا یہ دانشوران معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرنے والے ہیں کہ ایسی کتاب اُتار جو انسانیت کو متاثر کرسکے؟ مسلمانوں کے ساتھ مغرب کے تعلق کی تاریخ کا ایک پہلو یہ ہے کہ مغرب کو مسلمانوں کی وہ بات خوب سمجھ میں آتی ہے جو انہیں دنیا کمانے اور گمراہ ہونے میں مدد دے، مگر مغرب مسلمانوں کی وہ بات نہیں سمجھتا جو مغرب کو اللہ اور وحی کی روایت سے جوڑنے والی ہو۔اس کا ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ مغرب نے ابن رشد سے یونان کا فلسفہ تو خوب سیکھا مگر امام غزالی نے فلسفے کا جو رد لکھا ہے اُسے سیکھ کر نہ دیا۔

انہوں نے ابن رشد اور ابن سینا کی یہ بات تو مان لی کہ عالم قدیم ہے مگر غزالی کی یہ بات نہ مانی کہ صرف اللہ قدیم یا دائمی ہے۔عالم مخلوق ہے اس لیے عارضی ہے۔سوال یہ ہے کہ جو مغرب غزالی جیسے عالموں کے عالم سے کچھ نہ سیکھ سکا وہ مسلمانوں کے کسی اور مفکر سے کیا سیکھے گا۔سوال یہ ہے کہ مغرب مذہب بالخصوص اسلام سے کچھ کیوں نہیں سیکھنا چاہتا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جدید مغرب مذہب کو رد کرکے وجود میں آیا ہے اور وہ ہر مذہب کو قدیم یا از کار رِفتہ ترقی اور انسانیت کا دشمن سمجھتا ہے۔ چناں چہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مذہب اگر زندگی کے بارے میں جدید مغربی فکر کے ایجنڈے کو قبول کرلے تو مذہب کے سلسلے میں جدید مغرب کا رویہ نرم پڑسکتا ہے۔یہ مشورہ باطل کے آگے حق کے "Surrender" کا مشورہ ہے۔ اور اسلام کبھی باطل کے آگے ہتھیار نہیں ڈال سکتا۔کچھ لوگ اسلام اور مغرب کے امتزاج کی بات بھی کرتے ہیں لیکن اصولی اعتبار سے حق و باطل کا امتزاج ممکن ہی نہیں۔

اسلام کا تاریخی تجربہ یہ ہے کہ اسلام جہاں گیا اس نے دوسری تہذیبوں اور کلچر کے حوالے سے ایک اصول کی پیروی کی۔یعنی دوسرے کلچر کی جو چیز اسلام کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہیں تھی اسے قبول کرکے اپنا بنالیا اور جو چیز اسلام کے بنیادی اصولوں سے متصادم تھی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رد کیا۔

اس اصول کے تحت اسلام نے زبانوں کو اختیار کیا، لباس کو قبول کیا، کھانوں کو شرف قبولیت بخشا، رسوم و رواج کو گلے لگایا۔جدید مغرب کے سلسلے میں بھی اسلام کا موقف یہی ہے۔

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات
☆بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆2-00 تا 3-00 بجے: خطاب علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے
☆بعد نماز جمعہ: مجلس درود و ذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ
☆دینی تربیتی کیمپ
بعد مغرب تا اتوار کی عشاء
ذکر و اذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد و اشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار
☆دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر
☆بعد نماز مغرب تا عشاء حلقۂ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل
☆مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری
آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی و خطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆کشف الخلاصہ ☆مناجات ختم قرآن مجید☆ دینی تعلیمی نصاب
☆خطبات شجاعیہؒ ☆سیرت شجاعیہؒ ☆مناقب شجاعیہؒ
☆دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆رسالہ فضائل رمضان ☆اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

سورة الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ .o2 پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ .o3 (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بےزار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ .o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔"(مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سر پوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

مسلمانوں کو خود اعتمادی اور پیش قدمی کی ضرورت

ہندوستان میں شدت پسند وفرقہ پرست عناصر روز بروز اپنی جڑوں کو وسیع اور مضبوط کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، جس سے ہندوستان کا سیکولر ڈھانچہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں اپنے وطن عزیز سے محبت اور وابستگی کا تقاضا ہے کہ جس ملک میں ہم رہتے بستے ہیں اور جس ملک کو امن کا گہوارہ بنائے رکھنے کیلئے ہمارے آباء • واجداد نے قربانیاں دی ہیں، اس سرزمین کو فتنہ وفساد، ظلم وزیادتی، نفرت و عداوت، قتل وخون، تعصب اور جانبداری سے محفوظ رکھنا اور اپنے ملک میں امن وسلامتی، پیار ومحبت، بقائے باہم اور مذہبی رواداری کی فضاء • کو ہموار رکھنا، دیگر ممالک میں اپنے ملک کا نام بلند کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کرنا ہمارا فرض منصبی ہے۔

وطن سے محبت فطری اور طبعی چیز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے موقعہ پر جب غار ثور سے سوئے مدینہ روانہ ہوئے تو مکہ مکرمہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالی اور ارشاد فرمایا: ''اے مکہ! تو مجھے تمام مقامات سے زیادہ عزیز ہے، مگر کیا کروں تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے''۔

امام ذہبی علیہ الرحمۃ حضور نبی اکرم ﷺ کی محبوب وپسندیدہ شخصیات ومقامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ کو حضرت عائشہ، ان کے والد حضرت ابوبکر، حضرت اُسامہ، حضرت حسنین کریمین، میٹھا شہد، جبل اُحد اور اپنا وطن محبوب تھا''۔

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو اپنا وطن ومسکن بنا لیا تو چونکہ آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے فطری وجبلی محبت تھی بارگاہِ الٰہی میں دست بہ دعاء ہوئے: اے پروردگار! مدینہ کو ہمارے نزدیک محبوب بنا دے جس طرح ہم مکہ سے محبت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ محبت پیدا فرما۔ (بخاری ومسلم)

وطن سے محبت ہو اور اہل وطن سے محبت نہ ہو یہ ممکن نہیں بلکہ وطن کی ایک ایک شی سے محبت ہوتی ہے۔ مسلم شریف میں حضور نبی اکرم ﷺ کی دعاء منقول ہے: ''اے پروردگار! رتو ہمارے لئے ہمارے کھجوروں میں برکت عطا فرما، ہمارے لئے ہمارے شہر (مدینہ) میں برکت عطا فرما، ہمارے لئے ہمارے صاع (مخصوص پیمانہ) میں برکت عطا فرما، ہمارے لئے ہمارے مد (مخصوص پیمانہ) میں برکت عطا فرما۔ اے پروردگار! یقیناً ابراھیم علیہ السلام تیرے بندے، خلیل اور نبی ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ ابراھیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعاء کی تھی اور میں مدینہ کے لئے وہی بلکہ اس کے دوچند اضافے کی دعاء • کرتا ہوں۔ (مسلم شریف)

ہندوستان ہمارا وطن ہے، اس میں متعدد مذہب وملت کے ماننے والے موجود ہیں ہم مسلمان اپنی اسلامی تہذیب وشناخت کی حفاظت کی خاطر غیر مسلم تہذیب سے دور رہتے ہیں ان سے میل ملاپ، تعلقات، رواداری، غمخواری، حسن سلوک، تیمارداری ودیگر معاملات میں محتاط رہتے ہیں۔ یہی احتیاط اور دوری نے مسلم اور غیر مسلم ذہنوں میں بہت سی غلط فہمیوں کو جنم دیا ہے اور یہ دوری اس وقت ہوتی ہے جب آدمی اپنی خود اعتمادی میں ضعف وکمی کو محسوس کرتا ہے اور جب اپنی ذات پر یقین، اپنی تہذیب پر اطمینان اور اپنے نفس میں اسلامیت کا غلبہ محسوس کرتا ہے تو وہ کسی بھی ملک اور کسی بھی مقام پر ہو دوسری تہذیبوں سے متاثر ہوئے بغیر اپنی تہذیب وتمدن کے اثرات کو دوسروں کے قلب و دماغ پر نقش کر دیتا ہے۔

اسلام، غیر مسلمین کے ساتھ عدل وانصاف اور نیک برتاؤ سے منع نہیں کرتا، بلکہ جہاں بندوں کے آپسی تعلقات اور ان کے درمیان صلہ رحمی اور حسن سلوک کا تعلق ہے تو قرآن مجید نے مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہیں رکھی بلکہ مطلق فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی، یتیموں کے ساتھ بھی، اور غرباء • ومساکین کے ساتھ بھی اور قریب والے اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی، ہم نشین کے ساتھ بھی اور راہگیر اور مسافر کے ساتھ بھی، تمہارے غلام و باندیوں کے ساتھ بھی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں فرماتا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو اور فخر وغرور کرتا ہو'۔ (سورۃ النساء۔۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر مسلمین کے ساتھ ملاقات کرتے، مصافحہ فرماتے، خیریت دریافت کرتے، ان کی دعوتوں کو قبول فرماتے، ان کی مہمان نوازی فرماتے اور ان کی عیادت کرتے۔ ان کے گھروں میں ان کے برتنوں میں تناول فرماتے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دین ومذہب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے، اپنے تشخص وامتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے، غیر مسلم برادران وطن وہمسایہ پڑوسیوں کے ساتھ اپنے تعلقات استوار رکھیں۔ ایک دوسرے کے قریب ہوں اور ظلم وستم، شر وفساد، فتنہ وشر انگیزی اور بدامنی کے خلاف متحدہ طور پر جدوجہد کریں۔

سیرت طیبہ کے تابندہ نقوش ہندوستانی مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور انھیں ہمت وحوصلہ عطا کرتے ہیں کہ وہ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں سیکولر برادران وطن کے ساتھ ملکر شدت پسند وفرقہ پرست عناصر کے ناپاک عزائم کے خلاف مشترکہ جدوجہد کریں تاکہ اپنے ملک ووطن کو نفرت وعداوت کے کینسر سے نجات دلاسکیں اور آنے والی نسل کی حفاظت کا سامان کریں۔ تاہم اسلام غیر مسلمین سے اسقدر تعلق سے منع کرتا ہے جس میں مسلمان ان کی تہذیب، رہن سہن اور طرز معاشرت کو قبول کرتا ہے۔ اپنے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے ساتھ حسن معاشرت میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

14 اپریل 2025ء

والدین کے حقوق

قرآن وحدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنی توحید وعبادت کا حکم دینے کے ساتھ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے والدین کی اطاعت ان کی خدمت اوران کے ادب واحترام کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ احادیث میں بھی والدین کی فرمانبرداری کی خاص اہمیت وتاکید اوراسکی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید کی روشنی میں والدین کے حقوق :۔

*اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی ومحبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھنا۔ اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پرودگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔۔۔۔۔ (سورہ بنی اسرائیل) جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا وہیں والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم بھی دیا۔

ایک دوسری جگہ اپنے شکر بجالانے کے ساتھ والدین کے واسطے بھی شکر کا حکم دیا۔ اللہ اکبر، ذرا غور کریں کہ ماں باپ کا مقام ومرتبہ کیا ہے توحید وعبادت کے بعد اطاعت وخدمت والدین ضروری قرار دیا گیا کیونکہ جہاں انسانی وجود کا حقیقی سبب اللہ ہے تو وہیں ظاہری سبب والدین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی تو کجا، ناراضگی ونا پسندیدگی کے اظہار اور جھڑکنے سے بھی روکا گیا ہے اور ادب کے ساتھ نرم گفتگو کا حکم دیا گیا ہے " وَلَا تَنۡهَرۡ هُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيمًا " ساتھ ہی ساتھ بازوئے ذلت پست کرتے ہوئے تواضع وانکساری اور شفقت کے ساتھ برتاؤ کا حکم ہوتا ہے " وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ " اور پوری زندگی والدین کے لئے دعا کرنے کا حکم ان کی اہمیت کو دوبالا کرتا ہے وَقُل رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۔ *اور تم سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ (سورۃ النساء)

*ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے۔ سورہ العنکبوت

احادیث شریفہ کی روشنی میں والدین کے حقوق :۔

* حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری، مسلم)

* حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کرنے کے لئے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا: (الحمد للہ) دونوں حیات ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا: کیا تو واقعی اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم کا طالب ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور ان کی خدمت کر۔ (مسلم شریف)

* ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس شخص نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔ (بخاری شریف) اس دنیا کے معاشرہ کی اصلاح وفلاح دراصل باہمی حقوق ونگہداشت تعلق وقرابت کی پاسداری ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور احسان وبھلائی کے برتاؤ اور اس حسن سلوک میں فرق مراتب کے احساس پر منحصر ہے شریعت اسلامی کا تقاضا ہے کہ انسان اس دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ جس تعلق وقربت کا رشتہ رکھتا ہے اور اس تعلق وقرابت میں جو فرق مراتب سے ادائیگی حقوق اور حسن سلوک کے باہمی معاملات میں اس کا لحاظ ضروری ہے ظاہر ہے کہ قرابت کے اعتبار سے ماں کا رشتہ سب سے زیادہ گہرا اور اس کا تعلق سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہذا کسی شخص کے احسان وحسن سلوک اور خدمت گزاری کی سب سے زیادہ مستحق جو ذات ہوسکتی ہے وہ ماں ہے ماں کے بعد باپ ہے اور پھر دوسرے قرابتی رشتہ دار ہیں لیکن ان قرابتی رشتہ داروں میں بھی تعلق وقرابت کے درجات ومراتب کی رعایت کی جائے گی جو رشتہ دار اپنے رشتہ کے اعتبار سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ مقدم رکھا جائے گا مذکورہ بالا حدیث میں اسی ضابطہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ بعض حضرات نے اس حدیث کے الفاظ سے ایک مسئلہ یہ اخذ کیا ہے کہ کسی شخص پر والدین کے ساتھ حسن سلوک وبھلائی کرنے کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ماں کا حصہ باپ سے تین گنا بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ حمل کا بوجھ اٹھاتی ہے ولادت کی تکلیف ومشقت اور دودھ پلانے کی محنت وبرداشت کرتی ہے۔

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے۔ چنانچہ تمہیں اختیار ہے خواہ (اس کی نافرمانی کرکے اور دل دکھا کے) اس دروازہ کو ضائع کردو یا (اس کی فرمانبرداری اور اس کو راضی رکھ کر) اس دروازہ کی حفاظت کرو۔ (ترمذی شریف)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی شریف)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے اس کو چاہئے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ (مسند احمد)

*رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرمائیں گے۔ (مستدرک حاکم)

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ذلیل وخوار ہو، ذلیل وخوار ہو، ذلیل وخوار ہو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون ذلیل وخوار ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر (ان کی خدمت کے ذریعہ) جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف)

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے۔ والدین کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ لہذا ہمیں والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ خاص کر جب والدین یا دونوں میں سے کوئی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا حتی کہ ان کو اُف تک نہیں کہنا چاہئے۔ ادب واحترام اور محبت وخلوص کے ساتھ ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ ممکن ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کی کچھ باتیں یا اعمال آپ کو پسند نہ آئیں، آپ اس پر صبر کریں، اللہ تعالیٰ اس صبر کرنے پر بھی اجر عظیم عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء نے والدین کے حسب ذیل بعض حقوق مرتب کئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوران حیات والدین کے حقوق:۔

ان کا ادب واحترام کرنا۔ ان سے محبت کرنا۔ ان کی فرمانبرداری کرنا۔ ان کی خدمت کرنا۔ ان کو حتی الامکان آرام پہنچانا۔ ان کی ضروریات پوری کرنا۔ وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کرنا۔

بعد از وفات حقوق :۔

ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور رحمت کی دعائیں کرنا۔ ان کی جانب سے ایسے اعمال کرنا جن کا ثواب ان تک پہنچے۔ ان کے رشتے دار، دوست ومتعلقین کی عزت کرنا۔ ان کے رشتے دار، دوست ومتعلقین کی حتی الامکان مدد کرنا۔ ان کی امانت وقرض ادا کرنا۔ ان کی جائز وصیت پر عمل کرنا۔ کبھی کبھی ان کی قبر پر جانا۔

نوٹ: والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کے درمیان مساوات قائم رکھیں اور ان کے حقوق کی ادائیگی کریں۔ عموماً غیر شادی شدہ اولاد سے محبت کچھ زیادہ ہوجاتی ہے، جس پر پکڑ نہیں ہے، لیکن بڑی اولاد کے مقابلے میں چھوٹی اولاد کو معاملات میں ترجیح دینا مناسب نہیں ہے، جس کی وجہ سے گھریلو مسائل پیدا ہوتے ہیں، لہذا والدین کو حتی الامکان اولاد کے درمیان برابری کا معاملہ کرنا چاہئے۔ اگر اولاد گھر وغیرہ کے اخراجات کے لئے باپ کو رقم دیتی ہے تو اس کا صحیح استعمال ہونا چاہئے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اولاد پر ماں کا حق باپ کے حق سے بڑا ہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک وبھلائی اور اس کی خدمت ودیکھ بھال کرنا زیادہ واجب ہے اور اگر ایسی صورت پیش آجائے جس میں بیک وقت دونوں کے حقوق کی ادائیگی دشوار ہو جائے مثلاً ماں باپ کے درمیان کسی وجہ سے ان ابن ہو اور لڑکا اگر ماں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر باپ کے حقوق کا لحاظ کرتا ہے تو ماں آزردہ ہوتی ہے تو ایسی صورت میں یہ درمیانی راہ نکالی جائے گی کہ تعظیم واحترام میں تو باپ کے حقوق کو فوقیت دے اور خدمت گزاری نیز مالی امداد وعطا میں ماں کے حق کو فوقیت دے۔

ماں باپ کے حقوق کی فہرست بہت طویل ہے بلکہ ان کے مربہ ودرجہ کو دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ اولاد اگر اپنی پوری زندگی بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کر دے تب بھی ان کے تئیں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی تاہم شریعت نے کچھ چیزیں ایسی بیان کردی ہیں جو زیادہ اہمیت کی ہیں اور جن کا لحاظ ہر صورت میں ہونا چاہیے مثلاً سب سے پہلے تو یہ کہ ان کی جائز خواہشات کی تکمیل اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم جانا جائے اور ان کی رضا وخوشنودی کو اپنے حق میں ایک بڑی سعادت سمجھی جائے اپنی حثیت واستطاعت کے ان کی ضروریات اور ان کے آرام و راحت میں اپنا مال واسباب خرچ کیا جائے اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو ان کی شان کے مطابق ہو اولاد ان کے سامنے تواضع وانکساری اختیار کرے ان کے سامنے ملائمت ونرمی اور خوشامدی وعاجز کا رویہ اپنائے اور جہاں تک ہو سکے ان کی خدمت کرتے تا آنکہ وہ راضی اور خوش ہوں، ان کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

لیکن اطاعت وفرمانبرداری ان ہی امور میں کی جانی چاہیے جو مباح ہوں ان کے ساتھ کوئی ایسا رویہ نہیں اپنانا چاہیے جس سے ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی ظاہر ہوتی ہو اور نہ ان کے ساتھ تکبر وانانیت کے ساتھ پیش آنا چاہیے خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں بات چیت کے وقت اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے اور نہ ان کا نام لے کر ان کو یاد مخاطب کرنا چاہیے کسی کام میں ان سے پہل نہ کرنا چاہیے اور نہ ان کے مقابلہ پر خود کو نمایاں کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اگر والدین غیر شرعی امور کے مرتکب ہوں تو ان کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے وقت بھی ادب کو اور نرمی وملائمت کی راہ اختیار کرنی چاہیے اور ایک دفعہ کہنے پر وہ باز نہ آئیں تو پھر سکوت اختیار کرلیا جائے اور ان کے حق میں دعا واستغفار کرتے رہنا چاہیے اور یہ بات قرآن کی اس آیت سے اخذ کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے اپنے باپ کے سامنے نصیحت وموعظت کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی فرمانبردای کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اولاد کو بھی ان حقوق کی ادائیگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com